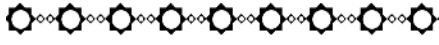


لطیفہ ۵۶

زبدۃ الافاق سید عبدالرزاق کو مقام اور ولایت تفویض کرنے
اور فرزندگی کے شرف سے قبول کرنے کا ذکر

حضرت قدوة الکبریا جس وقت قدوة الاکابر وعمدة الاماثر حضرت شیخ علاء الحق والدین کی بیعت کے شرف سے مشرف ہوئے تھے تو آپ ستائیس سال کے تھے۔ حضرت شیخ کی جانب سے جو طرح طرح کے لطائف اور انعامات حضرت قدوة الکبریا کو حاصل ہوئے وہ لطیفہ سابق میں مذکور ہو چکے ہیں ان کے دہرانے کی یہاں ضرورت نہیں ہے۔ آپ اپنے شیخ کی خدمت میں ملازمت اور ریاضت کے طریقے سپرد کرتے تھے (شیخ کی خدمت کرتے اور ریاضت میں مشغول رہتے تھے) ایک روز حضرت قدوة الکبریا نے اس خلوت خانے میں جو خانقاہ کے پہلو میں تھا، اور جسے خود آپ ہی نے متعین کیا تھا، (اس ارادے سے) کمر کے گرد چادر لپیٹی کہ باہر نکلیں اور حضرت مخدومی کی خدمت میں حاضر ہوں کہ اچانک آپ نے شیخ کی جوتیوں کی آہٹ سنی۔ آپ کے باہر نکلنے تک شیخ خلوت خانے کے دروازے پر پہنچ گئے اور بہت ہی التفات سے دریافت فرمایا، سید کس کام میں مشغول ہو؟ حضرت مخدومی جب بھی آپ سے مخاطب ہوتے تو اسی لفظ سے مخاطب ہوتے تھے۔ جب آپ کے سماع مبارک میں حضرت مخدومی کے کلام کی آواز پہنچی اور انہوں نے دریافت کیا کہ کیا کام کر رہے ہو تو حضرت ایساں نے جواب میں عرض کیا۔ میں نے خدمت کے لیے کمر باندھ لی ہے۔ موتی برسائے والی زبان سے فرمایا، اگر کمر باندھتے ہو تو مضبوطی سے باندھنا کہ پھر کوئی چیز درمیان میں حارج نہ ہو۔ عرض کیا کہ میں نے آرزوئے نفس درمیان سے اکھاڑ کر باہر پھینک دی ہے، جب تک زندہ ہوں (قائم رہوں گا)۔ حضرت مخدومی نے فرمایا مبارک ہو۔ جب باہر تشریف لائے تو حضرت قدوة الکبریا کے چہرے کا رنگ کسی قدر متغیر ہوا، خیال پیدا ہوا کہ ہمارا کوئی قائم مقام تو ہوگا نہیں۔ جیسے ہی یہ خیال آپ کے دل میں آیا، حضرت مخدومی سے پوشیدہ نہیں رہا۔ اپنا سر گریبان میں لے گئے۔ دو تین ساعت کے بعد سر اٹھایا اور تمام تر بشارت کے ساتھ فرمایا، اے سید! مبارک ہو کہ ہم نے تمہارے لیے حضرت پروردگار سے فرزند دینی عنایت کرنے کی درخواست کی ہے جو سلسلے کا سر حلقہ اور تمہارے خاندان کا پیشوا ہوگا۔ اس کے باعث تمہاری بزرگی کا شہرہ



جب تک زمانہ اور ادوار ختم نہ ہو جائیں روئے زمین پر باقی رہے گا اور وہ فرزند تمہارے خاندان سے ہوگا نیز زبان مبارک سے یہ اشعار فرمائے قطعہ:

تارود بر صفحہ گیتی نشاں

از تقاضائے قضایت اے الہ

(یا اللہ! جب تک تیری تقدیر کے مطابق دنیا کے صفحے پر نشان باقی رہے)

باد بر روئے زمیں آثار تو

دُرفشاں و جاوداں چوں مہر و ماہ

(روئے زمیں پر تیرے آثار باقی رہیں اور ہمیشہ چاند اور سورج کی مانند موتی برساتے رہیں)

قدوۃ الکبراً نے اس بشارت کے سنتے ہی شیخ کے قدموں میں سر رکھ دیا۔ حضرت مخدومی اور اصحاب نے آپ کو مبارک باد دی، قطعہ:

مبارک باد ایں عالی بشارت

زدر گوہر دریائے اسرارط

(دریائے اسرار کے دُر گوہر پانے کی عالی خوش خبری مبارک ہو)

بود نسبت گہر از گوہرِ کان

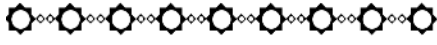
سزائے تاجِ شاہاں باشد اے یار

(کان سے نکلنے والے موتی کو ہر عالی خاندان سے نسبت ہے (اس لیے) اے دوست وہ بادشاہوں کے تاج کے لائق ہوتا ہے)

اس کے بعد حضرت مخدومی کی خدمت میں رہے، پھر حضرت مخدومی کے ارشاد کے مطابق دارالسلطنت جون پور میں قیام فرمایا، اللہ تعالیٰ اس شہر کو جلنے اور نقصان سے محفوظ رکھے۔ یہ واقعہ گزشتہ اوراق میں مذکور ہو چکا ہے وہاں سے آپ عراق کے سفر پر روانہ ہوئے۔ راستے میں آپ کا گزر صالحیہ جیلی کے علاقے میں ہوا۔ وہاں کے سادات (آپ سے) عقیدہ اور ارادت رکھتے تھے چنانچہ کافی عرصے وہاں قیام پذیر ہوئے۔

حضرت سید عبدالرزاق سید حسن عبدالغفور کے فرزندوں میں سے تھے۔ انہیں حضرت قدوۃ الکبراً سے عقیدت پیدا ہو گئی۔ اس وقت ان سید زادے کی عمر بارہ سال سے زیادہ نہ تھی انہیں حضرت ایشاں کی ملازمت کی تمنا اور آرزو اس حد تک بڑھ گئی

۱۔ احقر مترجم کے قیاس میں دوسرا مصرع یوں ہوگا ”زُوجِ گوہر دریائے اسرار“ جو سہو کتابت کے باعث ”زُورِ گوہر دریائے اسرار“ نقل ہو گیا ہے۔ بہر حال اصل متن کے مطابق ترجمہ کیا گیا ہے۔



کہ اسے بیان کرنا محال ہے ہر چند ان کے پدرِ بزرگوار اور اقارب و اعز انے نصیحت کی اور بہت کچھ سمجھایا لیکن ان تمام باتوں کا کوئی فائدہ نہ ہوا، اور خدمت و سلوک کی جانب رُخ کر لیا۔ نظم:

کسے راکہ یزداں کشد سوئے خویش
نیارد کسے دیگرش بند کرد
(اللہ تعالیٰ جس کسی کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے کوئی ہستی اسے نہیں روک سکتی)

چو دیوانہ را دل کشد سوئے یار
نیارد بز بخیر کس بند کرد

(جس طرح دیوانے کا دل اسے محبوب کی طرف کھینچتا ہے اور وہ زنجیر کے باندھے بھی نہیں رکتا)۔

جب سید عبدالغفور نے دیکھا کہ وہ (سید عبدالرزاق) پند و نصیحت کے باوجود نہیں مانتے تو وہ انہیں لے کر حضرت قدوۃ الکبریٰ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضرت بزرگوار ہم اللہ تعالیٰ کے لیے اپنے بیٹے کو آپ کی تشریف آوری پر نثار کرتے ہیں اور جو کچھ ہمارا حق ان کے ذمے ہے اس سے دست بردار ہوتے ہیں۔ بیت:

سپر دم بتو مایہ خویش را
تو دانی حساب کم و بیش را

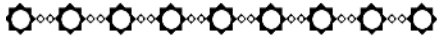
(میں نے اپنی متاع آپ کے سپرد کر دی ہے۔ یہ کم ہے یا زیادہ ہے اس کا حساب آپ جانیں)

اسی طرح عقیقہ والدہ نے بھی اپنے جگر گوشے کو حضرت قدوۃ الکبریٰ کے سپرد کیا اور اپنے حق سے جو اس کے ذمے تھا دست بردار ہو گئیں۔ قطعہ:

زہے ہمتِ مادر مہرور
کہ پروردہ بودش بدامانِ خویش
پسر را کہ پروردہ بودہ بجاں
بجاندار بسپرد چوں جانِ خویش

(اس مادرِ مہربان کی ہمت قابلِ تحسین ہے جس نے اپنے بیٹے کو اپنے دامن کے سائے میں جان کے ساتھ پرورش کیا اور پھر اسے اپنی جان کی مانند ایک صاحبِ ہمت کے سپرد کر دیا)

حضرت قدوۃ الکبریٰ نے سید زادے کو بصد جان قبول فرمایا اور خاندانِ سیادت و سرداری کی نسبتوں اور قربتوں کو تازہ کیا۔ ان کی تربیت میں کوئی کسر باقی نہ رکھی نیز ان کے لیے خدمت و ملازمت کرنے کا ایسا طریقہ مقرر فرمایا اور اس کی مقدار اتنی رکھی کہ اس کا بجالانا نوعِ جن و بشر کے بس میں نہ تھا۔ قطعہ:



چناں راہِ خدمت سپردہ بسر
 کہ زان جز نیایدز نوع بشر
 (ان کے ذمے خدمت کا ایسا راستہ سپرد کیا کہ نوع بشر کی قوت سے باہر تھا)
 اگر کس چنیں خدمت آرد بجائے
 چرا نزدِ خویش نخواند خدائے

(اگر کوئی شخص اس نوعیت کی خدمت بجلائے تو اللہ تعالیٰ کیوں نہ اسے اپنی قربت عطا کرے)
 ان متبرک الفاظ اور اثر کرنے والی باتوں کو جمع کرنے والا (نظام الدین غریب یعنی) تقریباً تیس سال تک حضرت
 قدوة الکبراً کی خدمت میں رہا اور سفر و حضر میں آپ کے ساتھ رہا۔ اس مدت میں حضرت ایشاں نے جو حکم دیا سید زادے
 کے سوا شاید ہی کسی نے سبقت کی ہوگی۔ رباعی ط:

چناں سربرِ خطِ حکمش نہادہ
 کہ از ایراد خود بیروں فتادہ
 (آپ کے حکم کی تحریر پر اس ذوق و شوق سے سر رکھا کہ (خادم) خود کو سنبھال نہ سکا)
 اگر کارے بخاطرمی رسیدش
 بکامِ خاطرش از سرد ویدش

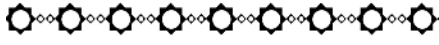
کوئی ایسا کام جس سے حضرت کے دل کو مسرت حاصل ہو، انہوں نے آپ کی رضا کے لیے سر کے بل دوڑ کر انجام دیا۔
 حضرت نور العینؒ کی مدتِ عمر کا ذکر

اپنی گویائی کی استطاعت کے موافق شتمہ برابر خدمت کا ذکر کیا گیا۔ سید عبدالرزاق نے ایک سو بیس سال کامل عمر پائی۔
 جب وہ بارہ سال کے تھے تو حضرت قدوة الکبراً کی ملازمت کے شرف سے مشرف ہوئے۔ چالیس سال تک سجادہ شیخ پر
 متمکن رہے اور اصحابِ طلب کے ارشاد اور اربابِ قلب کی ہدایت میں مشغول رہے، باقی زندگی حضرت قدوة الکبراً کی
 خدمت گزاری میں بسر کی۔ رباعی ط:

عمرے کہ بخدمت شدہ محسوب تو اں داشت
 باقی ہمہ بے حاصلی و بوالہوسی بود
 (جو عمر دوست کی خدمت میں بسر ہوئی وہی عمر شمار میں آسکتی ہے باقی مدت محض بے حاصلی اور بوالہوسی تھی)

ط یہ بھی قطعہ ہے رباعی نہیں ہے۔

ط یہ اشعار بھی رباعی کے معروف وزن و بحر میں نہیں ہیں۔



سرمایہ سودائے حیاتِ دو جہانی
جز خدمتِ دلدارِ دگر خاک و خسی بود

(دونوں جہان کی زندگی کے سودے کا سرمایہ صرف دلدار کی خدمت کرنا تھا اس کے علاوہ جو کچھ تھا وہ گھاس اور مٹی سے زیادہ نہ تھا)

حضرت قدوۃ الکبریا دمشق کی جامع مسجد میں تشریف فرما تھے اور اصحاب کی ایک جماعت موجود تھی۔ جس میں حضرت ابوالکارم، خواجہ ابوالوفا، شیخ علی، شیخ اصیل الدین اور شیخ تقی الدین نیز دیگر بزرگ مشرف بہ خدمت تھے۔ معارف سے متعلق گفتگو جاری تھی اور یہ تمام حضرات عوارف و حقائق سننے سے محظوظ ہو رہے تھے۔ آخر میں حضرت نور العین سے متعلق بات نکلی تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں دو انعامات عطا فرمائے ہیں ایک سر اور دوسرا سر یہ دونوں فرزند عبدالرزاق پر نثار ہو گئے، قطعہ:

مرا از جہاں دار داراے دیں
سرے بود موہوب و سر بر سرش
ز دریائے وجدان در فشاں
نارے شد آں ہر دو بر سرورش

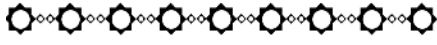
(مجھے (حقیقی) جہاں دار اور دین کے بادشاہ (اللہ تعالیٰ) کی طرف سے سر اور سرور دو چمک دار موتی وجدان کے دریا سے عطا ہوئے، وہ دونوں موتی سرور پر نثار ہو گئے)

حضرت ایٹاں کی مجلس میں کبھی کبھی شیخ زادگی سے متعلق گفتگو ہوتی تھی تو آپ فرماتے کہ شیخ زادہ بہت کم راستے پر چلتا ہے۔ میں بھی شیخ زادہ رکھتا ہوں لیکن وہ شیخ کا جنا نہیں ہے اس کا کام شیخ جنا ہے دوسرے حضرات اپنے صلب سے پیدا کرتے ہیں میں نے عبدالرزاق کو آنکھ سے پیدا کیا ہے حالانکہ میں نسبتیں بھی رکھتا ہوں۔ بیت:

چہ نور دیدہ ام از نور دیدہ
کہ نور دیدہ باشد نور دیدہ

(میری آنکھ کی روشنی بیٹے کے سبب سے ہے کیونکہ بیٹا ہی نور دیدہ ہوتا ہے)

حضرت نے اظہار مسرت اور برگزیدہ ہونے کی بناء پر سید عبدالرزاق کو ”نور العین“ کے خطاب سے مخاطب فرمایا اور انہیں خود اپنے ساتھ سمنان لے گئے اور وہاں اپنی بڑی بہن خدیجہ بیگم کا دودھ پلویا جو طرح طرح فضائل و اخلاق سے آراستہ تھیں تاکہ ظاہری نسبت بھی ظاہر ہو جائے۔ جب سید عبدالرزاق کے دہن مبارک میں بہن کا دودھ ڈالا گیا تو حضرت ایٹاں نے فرمایا مجھے اس فرزند سے یہ نسبت اُس سے زیادہ پیاری ہے کہ میری خالہ زادہ بہن حسن گیلانی کی زوجہ ہے اور



اس کے بطن سے یہ فرزند پیدا ہوا، اور اب ہمارے اور اس کے درمیان جو نسبتیں ہیں، اس کی شرح قطعی ناممکن ہے۔ قطعہ:

چہ حاجت نسبتِ شیراے برادر
کہ دارم نسبتے دیگر بہ از شیر
(اے بھائی مجھے دودھ کی نسبت کی حاجت نہیں ہے کیونکہ میں دودھ کی نسبت سے بہتر نسبت رکھتا ہوں)

چونور واحد از خورشید تابد
دہد از مشرقِ خاور بتا شیر
(جب نور واحد آفتاب سے چمکتا ہے تو خراسان کے مشرق سے صبح کی روشنی نمودار ہو جاتی ہے)

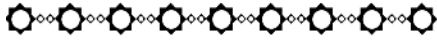
ہماں نوریت از خورشید رخشاں ط
کہ آں رادر حسین و باحسن گیر
(وہی ایک نور ہے جو آفتاب سے رخشاں ہے اسی کو حسین میں حسن سے حاصل کر)

اسی سفر میں حضرت قدوۃ الکبریٰ کا صالحہ و مشق کے راستے میں گزر ہوا۔ یہاں آپ کو بیماری پیش آئی اور اس طرح کی بے تابی رونما ہوئی کہ لوگوں کی امید قطع ہو گئی۔ کچھ دیر حضرت ایشاں بے ہوشی کی کیفیت میں رہے۔ اصحاب میں سے حضرت ابوالکارم، خواجہ ابوالوفا، شیخ علی، شیخ کبیر، شیخ اصیل الدین اور شیخ سیف الدین وغیرہ بہت سے عزیز حاضر تھے اور یہ مذکورہ اصحاب کسی مقام اعلیٰ کے متوقع تھے اور ان کے دل میں ولایت عالی کی تمنا پیدا ہوئی۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ ہوش میں آئے اور فرمایا، یہ تکلیف دینے کا کیا مقام ہے؟ مدت گزر گئی کہ وہ حالت دوسرے کو تفویض ہو چکی ہے اور وہ فرزند نور العین کے حصے میں آ چکی ہے۔ خبردار! کبھی اپنے آپ کو اس فکر میں ڈالو۔ حق تعالیٰ نے اس بیماری سے آپ کو شفا لے گئی عنایت فرمائی۔ جب صحت کھلی حاصل ہو گئی تو آپ نے حضرت نور العین کو طلب فرمایا اور ہر طرح کے لطف کے ساتھ شفقت انگیز اور تسلی آمیز باتیں اُن کے بارے میں نثار فرمائیں۔ قطعہ:

مرا ہرچہ یزداں عطا کردہ بود
کہ لطف و عنایت دریں روزگار
(اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں جو کچھ اپنی عنایت و مہربانی سے مجھے عطا فرمایا تھا)

ہمہ از سر لطف و احسان شدہ
بفرقِ بلند تو چوں درنثار

ط۔ مطبوعہ نسوہ ص ۳۸۱۔ پہلا مصرع اس طرح نقل کیا گیا ہے، ”ہماں نوریت از خورشید رخسار“ مترجم نے قیاسی تصحیح کی ہے ”ہماں نوریت از خورشید رخشاں“۔



(از روئے لطف و احسان سب کا سب تیرے بلند قد پر موتیوں کے مانند نثار کر دیا)
 نواب سیف خاں کے اودھ کے گاؤں اور ایک لاکھ تنکے نذر کرنے اور آپ کے
 قبول نہ فرمانے کا ذکر

ایک مرتبہ مسند عالی سیف خاں نے ایک لاکھ تنکے نقد اور اودھ کے پرگنوں کے گاؤں لکھ کر حضرت قدوۃ الکبریٰ کی خدمت میں بطور نذر پیش کیے۔ آپ اس پیشکش پر مسکرائے اور فرمایا کہ دنیا کے گاؤں اور پرگنوں پر گئے ایسے شخص کے حوالے کیے جائیں کہ جو ان قریات کے تھوڑے سے حصے کے ساتھ بھی مقید نہ ہو سکے (جو دولت دنیا کا حریص نہ ہو) البتہ اس کا تذکرہ حضرت نور العین کو پیش کیا جائے پھر وہ جو حکم دیں اس پر عمل کیا جائے۔ جب حضرت نور العین اس امر سے مطلع ہوئے تو حضرت قدوۃ الکبریٰ کے جواب سے متنبہ ہوئے اور فرمایا کہ جس چیز کو حضرت ایشاں نے قبول نہیں کیا، دوسرا شخص کس طرح اس پر التفات کر سکتا ہے۔ قطعہ:

زہے بلند جہانے کہ چشمِ ہمتِ او
 بسوئے جلوۂ کونین التفاتِ نکرد

(آفریں ہے اس بلند جہانِ شخص پر جس کی چشمِ ہمت نے دونوں جہان کے جلوؤں کو دیکھنے پر توجہ نہ دی)

کسے کہ تابعِ متبوع خود شد البدیۃ
 نظرِ بگوشہ چشمانِ شش جہاتِ نکرد

یہ ہمت کہ وہ گوشہ چشم سے شش جہات پر نظر نہ ڈالے اسی تابع سے ممکن ہے چو اپنے متبوع کے قدم بہ قدم چلتا ہو۔ اس کی نگاہ صرف اپنے متبوع کے قدم پر ہوتی ہے۔

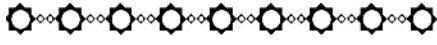
مثل مشہور ہے کہ ”التابع کالمتبع“ (تابع متبوع کی مثل ہوتا ہے)

جب اس بے نیازانہ رویے کی خبر حضرت قدوۃ الکبریٰ کو ملی تو بے حد خوش ہوئے اور انہیں اپنے حضور طلب کرنے کے شرف سے مشرف فرمایا اور لطف و عنایات کا اظہار فرمایا۔ آخر میں فرمایا کہ عبدالرزاق اور ان کی اولاد کو ہم نے خزانہ الہی سے وابستہ کر دیا ہے اور اللہ تعالیٰ سے درخواست کی ہے کہ اگر عبدالرزاق کی اولاد اور اخلاف قناعت اختیار کریں گے تو کسی کے محتاج نہ ہوں گے۔ ان کی ادنیٰ توجہ ہمت مردوں کا کام کرے گی۔ قطعہ:

ہمتاں ط مردانِ عالی اے پسر
 ہر کجا خواہند آنجا حاضر است

(اے بیٹے عالی مردوں کی ہمت (ہر وقت ان کے ساتھ ہے) جہاں چاہیں حاضر ہے)

ط غالباً ہمتاں سہو کتابت کے باعث نقل ہوا ہے، یہاں قرینہ ”ہمت مردان“ کا ہے۔



ہمتِ شاں با توجہ ہمراہ است

ہمتِ ارناید توجہ قاصر است

(ان کی ہمت توجہ کے ساتھ ساتھ رہتی ہے اگر ہمت حاضر نہ ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ توجہ میں کوئی کمی ہے) نور العین کی اولاد (ہمیشہ) عزیز و محترم رہے گی اگر مخلوق کے دروازے پر جائے گی تو خواہ ہوگی۔ قطعہ:

شیرِ نربوسد بہ ہمتِ مردِ قانعِ را قدم

مادہ سگِ خایدِ بدنیاں پائے مردِ بردرے

(ہمت کی وجہ سے شیرِ قناعت کرنے والے شخص کا قدم چومتا ہے۔ جو شخص کسی کے دروازے پر جاتا ہے تو کتیا دانتوں سے اس کے پیر زخمی کر دیتی ہے)

مراں را پائے بشکن و زاجلِ میندیش ہیچ

مطمعے را پر مکن تاہر کجا خواہی برے

(آرزو کا پاؤں توڑ دے اور موت کا اندیشہ نہ کر۔ لالچ کی جگہ کو پر نہ کر پھر جہاں سے چاہے پھل ملے گا)

اکابر کی اولاد کی تعظیم کا ذکر

اکابر اور بزرگوں کی اولاد و اعتقاد کی تعظیم و تکریم کا ذکر ہوا۔ نیک بختی کی بہترین علامت اور بزرگی کی خوب ترین شان اس گروہ کی تعظیم کرنا ہے کہ اولاد کی تعظیم اجداد ہی کی تعظیم ہوتی ہے بلکہ ان اکابر کی روحانیت، اولاد کے ہمراہ ہوتی ہے۔ اسی تقریب سے فرماتے تھے کہ شہر جون پور میں شیخ عبداللہ زاہدی، فقیر سے ملاقات کرنے آئے لیکن وہ عجیب کیفیت میں تھے۔ کوئی نشہ آور چیز کھائی تھی۔ ایسی باتیں کہیں جو آداب سے خالی تھیں۔ اسی قسم کی بہت سی باتیں کہیں کہ ملے۔ (حضرت کا) خاطر شریف منغض ہو گیا بلکہ صورت حال منہ پھیرنے کے مقام تک پہنچ گئی۔ آپ نے چاہا کہ ذرا نظر تیز کریں اور تصرف ظاہر فرمائیں چنانچہ نزدیک تصرف تھے کہ حضرت شیخ فخر الدین زاہدی کی روحانیت نمودار ہوئی اور میری (۲) جانب توجہ کی۔ اپنی نورانی ڈاڑھی کو پکڑا کہ ہرگز (صرف نہ فرمائیں) ہماری روحانیت اس کے ساتھ درمیان میں ہے۔ ہر چند کہ وہ معرض تصرف آچکے تھے لیکن میں نے چھوڑ دیا۔ مصرع:

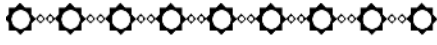
ز روئے خواجہ زعصیانِ بندہ می گزرنند

(خواجہ کے طفیل بندے کے گناہ سے درگزر کرتے ہیں)

حضرت قدوۃ الکبریا ایک بزرگ سے روایت فرماتے تھے کہ وہ کہتے تھے کہ سلطان سخر ایک بزرگ سے ملاقات کرنے

۱۔ یہاں سے جامع لطائف نے حضرت قدوۃ الکبریا کے بجائے خود واقعہ بیان کرنا شروع کر دیا ہے۔ صیغہ کلام متکلم کے بجائے صیغہ جمع غائب ہو گیا ہے۔

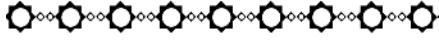
۲۔ یہاں پھر صیغہ واحد متکلم میں واقعہ بیان ہوا ہے۔



آیا۔ بادشاہ کے دل میں ان بزرگ کی کامل عقیدت پیدا ہوگئی اور جب تک زندہ رہا ان بزرگ کی عقیدت سے سرتابی نہ کی۔ اتفاق سے ان بزرگ کا انتقال ہو گیا۔ ان کا بیٹا ان کے سجادے پر بیٹھا۔ ایک شخص چوری کے الزام میں گرفتار ہوا۔ اس نے شیخ زادے کی پناہ لی۔ سنجر کے آدمی آئے اور اسے گرفتار کر کے لے گئے۔ شیخ زادے بہت فکر مند ہوئے۔ انہوں نے اپنا منہ باپ کی قبر پر رکھا اور بہت دیر تک اپنا سر قبر سے نہ اٹھایا جب وہ نالائق لوگ اُس شخص کو گرفتار کر کے سنجر کے پاس لے گئے اور انہوں نے چاہا کہ اسے سزادیں تو یکا یک دو شیر ان نالائقوں کی آستین کے گرد نمایاں ہوئے اور چاہا کہ سنجر کے آدمیوں کو ایذا پہنچائیں وہ اپنی آستین سے شیروں کو روک رہے تھے۔ سنجر نے جب یہ معاملہ دیکھا تو اس نے معذرت کی اور اس شخص کو صد ہزار نیاز و عاجزی کے ساتھ واپس بھیج دیا۔

حضرت قدوۃ الکبریٰ فرماتے تھے کہ میری حیات اور موت یکساں ہے۔ میں اپنی حیات و ممات میں اپنی اولاد کے ساتھ ہوں۔ وہ ہرگز ہرگز مجھ سے جدا نہیں ہے۔ قطعہ:

کے کو اولیا را مردہ داند
پس آں کس مردہ است آں زندہ باشد
(جو شخص اولیا کو مردہ خیال کرتا ہے پس وہی شخص مردہ ہے اور اولیا زندہ رہیں گے)
بر آراز دل چنین تصویر باطل
کہ الحق اولیا پابندہ باشد
(اے شخص! ایسے باطل تصور کو دل سے نکال دے کہ الحق اولیا پابندہ رہیں گے)
خدایم داد عیش جاودانی
کہ ہم در مردگی با زندہ باشد
(مجھے اللہ تعالیٰ نے عیشِ جاودانی عطا کیا ہے، میں موت میں بھی زندہ لوگوں کے ساتھ رہوں گا)
منم در مردگی ہمراہ زندہ
بہر جا روح من زاینده باشد
(میں موت میں بھی زندوں کے ساتھ ہوں اور میری روح ہر جگہ ظاہر ہوگی)
بہر جا خواہیم ہستیم حاضر
کہ حاضر غایم دانندہ باشد
(ہم جہاں چاہیں گے موجود ہوں ہمارے غائب سے حاضر کی حقیقت سمجھ میں آئے گی)



اشرف از زندگی مردانہ مردہ
بہر جا خواہدش آئندہ باشد

(اشرف زندگی سے مردانہ وار گیا ہے، اسے جس جگہ بلاؤ گے آجائے گا)

حضرت نور العین فرماتے تھے کہ ایک روز حضرت قدوۃ الکبریٰ پر عجیب و غریب کیفیت طاری تھی۔ اصحاب کے بارے میں بشارت انگیز اور مسرت آمیز باتیں کر رہے تھے، جب میری باری آئی تو بہت غور کیا آخر میں خوش ہو کر فرمایا، ہرگز ہرگز میں نے اپنا سب کا سب تم پر نثار کر دیا ہے اور کوئی چیز تم سے بچا کر نہیں رکھی ہے میں نے اللہ تعالیٰ سے تمہاری اولاد کے لیے دعا کی ہے ہمیشہ مسعود اور مقبول رہیں۔ تمہاری اولاد میں دستور کے مطابق ایک فرد رجال الغیب میں سے اور مجذوب ہوگا بلکہ ایک فرد پیدا ہوگا جس میں میرے احوال پیوست ہوں گے۔ جب میں نے یہ سب احسان سن لیے تو میں نے اپنا سر حضرت کے قدموں میں رکھ دیا۔ حضرت ایشاں نے میرے سر کو اٹھایا اور بغل میں لے لیا، قطعہ:

مرادر حالتے دریاب دریاب

کہ دریا بیم دریا بیم گوہر

(مجھے سمندر کی حالت میں سمندر (جانیں) کیونکہ گوہر پانے والا میرے سمندر سے گوہر پاتا ہے)

درخت بارور ہم سایہ داریم

بجنسباں تابریزد شاخ من بر

(ہم پھل دار درخت بھی ہیں اور سایہ دار بھی ہیں اسے تھوڑا سا ہلاتا کہ میری شاخ سے پھل بکھریں)